بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کی فضیلت

الحمد لله وكفىٰ وسلام علىٰ عباده الذين اصطفىٰ،امّابعد
فأعوذبالله من الشيطٰن الرجيم،بسم الله الرحمن الرحيم

قال الله تبارك وتعالىٰ :
وَالْفَجْرِ (1) وَلَيَالٍ عَشْرٍ (2) وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (3) وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِنَّ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الأَيَّامِ الْعَشْرِ ». فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلاَ الْجِهَادُ فِى سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « وَلاَ الْجِهَادُ فِى سَبِيلِ اللَّهِ إِلاَّ رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَىْءٍ ».(ترمذی)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ : مَا مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا , أَيَّامٌ أَحَبُّ إِلَى اللهِ سُبْحَانَهُ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ أَيَّامِ الْعَشْرِ ، وَإِنَّ صِيَامَ يَوْمٍ فِيهَا لَيَعْدِلُ صِيَامَ سَنَةٍ ، وَلَيْلَةٍ فِيهَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ.(سنن ابن ماجہ)

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- :« إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ فَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّىَ فَلاَ يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَلاَ مِنْ بَشَرِهِ شَيْئًا »

قابل احترام میرے بھائیو دوستو اور بزرگو!

چند مہینے اور کچھ ایام بڑی فضیلت والے ہیں

اسلامی سال کا آخری اور بارہواں مہینہ ذوالحجہ شروع ہونے کو ہے، کچھ مہینے اور ایام ایسے ہیں اور بعض گھڑیاں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بطور خاص فضیلت عطافرمائی ہے، جیسے رمضان کا مہینہ ہے، اس کی فضیلت مسلم ہے، اور اس کے فضائل آپ حضرات رمضان المبارک میں سنتے رہتے ہیں، جمعہ کا دن ہے، جس کو سید الایام کہا گیا ہے، کہ یہ تمام دنوں کا سردار ہے جس کو روشن دن کہا گیا ہے۔اور جمعہ ہی کے بارے میں ایک ایسی ساعت یعنی مختصر سا وقت اس کی خبر دی گئی ہے کہ جس میں کی گئی دعا اللہ کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔اس سلسلہ میں علماء اور احادیث کی تشریح کرنے والے شارحین نے بڑی تفصیل لکھی ہے اور جس مختصر وقت کو زیادہ راجح قرار دیا ہے وہ جمعہ کے دن عصر کے بعد اور مغرب سے کچھ پہلے کا وقت ہے کہ جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث منقول ہے کہ:" **إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا خَيْرًا إِلاَّ أَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔ صحيح مسلم**"۔ترجمہ:.......۔خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔

ذوالحجہ کا مہینہ بھی بڑااہم مہینہ ہے، ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن جن کوایام العشر کہا گیا ہے، یہ بھی بڑی فضیلت کے حامل ہیں اور اس ماہ مبارک میں کئی بڑی عبادتیں جمع ہو جاتی ہیں، مسلمان ان عبادات کو اپنی اپنی استطاعت کے مطابق بجالاتے ہیں، اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں، محنتیں اور مشقتیں اٹھاتے ہیں، کوئی حج کی عبادت میں سر گرداں رہتا ہے، کوئی قربانی کی عبادت میں مصروف ہے وغیرہ وغیرہ۔ آج کی نشست میں ان ہی دس ایام کی فضیلت اور ان سے متعلق احادیث مبارکہ میں مذکور اعمال کا ذکر ہوگا۔

ذوالحجہ کے ابتدائی دس ایام کی عبادت کی فضیلت

میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی سورۂ فجر کی ابتدائی آیات پڑھی ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے چند چیزوں کی قسم کھائی ہے، اور ان چیزوں میں سے ایک یہ ہے کہ: "**وليال عشر**" اور قسم ہے دس راتوں کی، قرآن کریم میں جس چیز کی قسم اٹھائی جارہی ہو یہ اس چیز کی عظمت کی نشانی ہوا کرتی ہے، اس چیز کی اہمیت کو بیان کیا جارہا ہوتا ہے، تو دس راتوں کی قسم اٹھانے کا معنی یہ ہے کہ بڑی اہم راتیں ہیں، چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: " **المراد بها عشر ذي الحجة**" ان سے مراد ذوالحجہ کے ابتدائی دن ہیں، اور یہ سال کے سب سے زیادہ افضل دن ہیں۔ یہ ان کی عظمت کو بتایا جارہا ہے۔ (ابن کثیر)

اعمال صالحہ دنیا و آخرت میں فلاح کا ذریعہ ہیں

ان ایام کی عبادات اور اعمال اللہ کو بڑے محبوب ہیں، ویسے انسان کی ساری زندگی ہی نیک اعمال میں گزرنی چاہیے، اور ہر دن کے نیک اعمال اللہ کے ہاں ان کی قدر ہوتی ہے، اور جس عمل میں جتنا اخلاص ہو وہ اتنا ہی زیادہ ثواب رکھتا ہے، اور یہی نیک اعمال انسانی زندگی پر بھی اثرات مرتب کرتے ہیں اور انسان کو مرنے کے بعد بھی یہی نیک اعمال کام آتے ہیں، جیسا کہ بعض روایات میں آتا ہے کہ جب کسی کا انتقال ہوتا ہے یعنی اس کی روح کھینچ لی جاتی ہے، پھر یہ شخص قبر تک پہنچادیا جاتا ہے" **فَيُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ** "اب اس کی روح اس کے جسم میں واپس کردی جاتی ہے، اور دو فرشتے آکر اس سے سوال کرتے ہیں کہ " **مَا دِينُكَ ؟** تیرا دین کیا ہے؟ یہ شخص جواب دیتا ہے: " **دِينِيَ الْإِسْلَامُ** " پھر سوال ہوتا ہے کہ: " **مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ ؟** " جو شخص اللہ کی طرف سے تمہاری طرف بھیجے گئے تھے وہ کون ہیں؟ یہ جواب دیتا ہے" **هُوَ رَسُولُ اللهِ** " وہ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ تم نے کیسے جانا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں؟ وہ جواب میں کہتا ہے کہ " **قَرَأْتُ كِتَابَ اللهِ ، فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ** " میں نے اللہ کی کتاب کو پڑھا، اس پر ایمان لایا۔ اور دل سے اسے سچ جانا (جس کی وجہ سے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رسول ہونا معلوم ہوا) پھر رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ آسمان سے پکارنے والا (یعنی اللہ تعالیٰ یا اس کے حکم سے فرشتہ) پکار کر کہتا ہے میرے بندے نے سچ کہا لہٰذا "" اس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ اور اس کے واسطے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایااس کے بعد اس کے پاس ایک خوبصورت شخص اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے آتاہے اور اس سے کہتاہے کہ خوشخبری ہو تجھے اس چیز کی جو تجھے خوش کرنے والی ہے۔یعنی تیرے لئے وہ نعمتیں تیار ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھااور نہ کسی کان نے سنا آج وہ دن ہے جس کا(دنیامیں) تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔بندہ مومن اس سے پوچھتاہے کہ " مَنْ أَنْتَ ؟"تم کون ہو؟تمہاراچہرہ حسن وجمال میں کامل ہے اور تم بھلائی کو لائے ہواوراس کی خوشخبری سناتے ہو۔وہ شخص جواب دیتاہے کہ:" أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ"'میں تیرانیک عمل ہوں(جواس شکل وصورت میں آیاہوں) (الزھدلابن مبارک،مشکوۃ)

بہر حال نیک اعمال انسان کرتارہے، جس عمل کی بھی توفیق ملے اس توفیق کوانسان غنیمت سمجھے۔پیچھے نہ ہٹے،یہی دنیاوآخرت کی فلاح کاذریعہ ہیں،کسی بھی نیک عمل کو معمولی نہ سمجھے،نہ معلوم اللہ کے ہاں کس عمل کی قبولیت ہو جائے اور انسان کی مغفرت کا سبب بن جائے،حتی کہ بعض وہ اعمال بھی شریعت کی نگاہ میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں جنہیں ہم اپنی سمجھ کے مطابق کوئی بڑا عمل نہیں سمجھتے بلکہ عبادت میں انہیں گردانتے ہی نہیں،مسلم شریف کی روایت میں ہے،حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول کریم ﷺ نے نصیحت فرمائی،" لاَ تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ " اے ابوذر!نیکی میں کسی بھی چیز کو حقیر نہ سمجھوا گرچہ تواپنے بھائی سے خندہ پیشانی(خوش روی) سے ہی ملے۔

ذوالحجہ کے ابتدائی دنوں کی عبادت سب سے افضل ہے

میں نے آپ کے سامنے ترمذی شریف میں منقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول روایت پڑھی،کہ " مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِنَّ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الأَيَّامِ الْعَشْرِ »" رسول کریم ﷺ نے فرمایا"دنوں میں کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں نیک عمل کرنااللہ کے نزدیک ان دس دنوں(ذی الحجہ کے پہلے عشرہ) سے زیادہ محبوب ہو۔"صحابہ نے عرض کیاکہ یارسول اللہ!کیا(ان ایام کے علاوہ دوسرے دنوں میں)اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی(ان دنوں کے نیک اعمال کے برابر) نہیں ہے؟پھر فرمایاہاں!" إِلاَّ رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَىْءٍ" اس آدمی کا جہاد جواپنی جان ومال کے ساتھ(اللہ کی راہ میں لڑنے)نکلااور پھر واپس نہ ہوا(ان دنوں کے نیک اعمال سے بھی زیادہ افضل ہے)۔"

اس حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر جہاد ایساہو جس میں مال وجان سب اللہ کی راہ میں قربان ہو جائے اور جہاد کرنے والا مرتبہ شہادت پا جائے تووہ جہاد البتہ اللہ کے نزدیک ان دس دنوں کے نیک اعمال سے بھی زیادہ محبوب ہے کیونکہ ثواب نفس کشی ومشقت کے بقدر ملتاہے اور ظاہر ہے کہ اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنامال قربان کردینے سے زیادہ نفس کشی اور مشقت کیاہو سکتی ہے؟چونکہ رمضان کے نیک اعمال کی بھی بہت زیادہ فضیلت و عظمت بیان کی گئی ہے اس لئے ہو سکتاہے کہ اس حدیث کی مراد یہ ہو کہ ان دنوں کے نیک اعمال ایام رمضان کے نیک اعمال کے علاوہ دوسرے دنوں کے نیک اعمال سے زیادہ محبوب ہیں یارمضان کے نیک اعمال اس حیثیت سے سب سے زیادہ محبوب ہیں کہ ان دنوں میں فرض روزے رکھے جاتے ہیں۔اور

بہت زیادہ برگزیدہ ومقدس ترین شب یعنی لیلۃ القدر بھی رمضان ہی میں آتی ہے اور ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے اعمال اس اعتبار سے سب سے زیادہ محبوب ہیں کہ بہت زیادہ برگزید اور باعظمت وفضیلت دن یعنی "عرفہ "انہیں دنوں میں آتا ہے۔اور افعال حج بھی انہیں ایام میں ہوتے ہیں"۔(مظاہر حق)

ان دنوں مسیں کون سے اعمال کریں؟!

میں نے آپ کے سامنے جو دوسری روایت پڑھی ہے اس میں حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں" وَإِنَّ صِيَامَ يَوْمٍ فِيهَا لَيَعْدِلُ صِيَامَ سَنَةٍ ، وَلَيْلَةٍ فِيهَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ"۔کہ ان ایام میں ایک دن کا روزہ اللہ کے ہاں ثواب میں ایک سال کے روزوں کے برابر ہے،اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کی طرح اجر وثواب رکھتی ہے۔

دن مسیں روزہ اور رات مسیں عبادت کا اجر

اس روایت سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ان دنوں میں رزوے رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے،اور جس قدر ممکن ہو عبادات کریں، خصوصاًرات کے اوقات اور رات کا آخری حصہ اس میں جس کو عبادت کی توفیق مل جائے وہ اگرچہ دو رکعت نفل ہی کیوں نہ ہوں بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔لہذا ہمیں چاہیے کہ ان ایام میں دن میں روزہ رکھیں،اور رات میں جس قدر ممکن ہو عبادت سے اپنے آپ کو محروم نہ رکھیں۔خود رسول کریم ﷺ کے بارے میں ازواج مطہرات نقل فرماتی ہیں کہ آپ نو دنوں کے روزے رکھتے تھے، پھر ان دنوں میں 9تاریخ وہ یوم عرفہ کہلاتی ہے،اس دن کا روزہ بطور خاص بڑی فضیلت کا حامل ہے جس پر آئندہ بات ہو گی۔

رات کی عبادت لیلۃ القدر کے برابر یعنی نوافل تلاوت ذکر واذکار ہیں،انسان ان کا اہتمام کرے ورنہ کم از کم فرائض اور سنتوں کا اہتمام اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے۔

تہلیل، تکبیر اور اللہ کا ذکر

دوسری روایات میں ہے"فَأَكْثِرُوا فِيهِنَّ مِنَ التَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ التَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَذِكْرِ اللهِ، "(شعب الایمان)

کہ ان ایام میں کثرت سے "لاالہ الا اللہ"،"اللہ اکبر "کہا کرو کیوں کہ یہ ایام تہلیل، تکبیر اور اللہ کے ذکر کے ایام ہیں۔اور بعض روایات میں تحمید یعنی الحمدللہ کے پڑھنے کا بھی حکم آیا ہے۔مقصود یہ ہے کہ ان ایام میں ذکر کی کثرت کرنی چاہیے،چاہے یہ ذکر واذکار ہوں،قرآن کی تلاوت ہو یا درود پاک کا پڑھنا ہو۔

نو ذی الحجہ کے روزے کی فضیلت

ان ایام میں اگر کوئی آدمی باقی دنوں میں روزے کا اہتمام نہ بھی کر سکے تو کم از کم نو ذی الحجہ کے روزے کا تو ضرور اہتمام ہونا چاہیے، یعنی ہمارے ہاں کے حساب سے جس دن ذی الحجہ کی نو تاریخ ہو، عید سے ایک دن پہلے، اس دن روزے ضرور رکھا جائے، اس ایک روزے کی بھی مستقل فضیلت احادیث میں بیان کی گئی ہے۔ صحیح مسلم، ترمذی اور دیگر کتابوں میں آنحضرت ﷺ سے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ: " صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ" میں اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھتا ہوں کہ عرفہ کے دن کا روزہ اس کے بعد والے سال اور اس کے پہلے والے سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

یعنی ایک دن کا روزہ اتنا بابرکت ہے کہ دو سالوں کے گناہ اس کی وجہ سے معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور یہ اللہ کی رحمت اور شان کریمی ہے، اس بارے میں شک کے بجائے پختہ عزم اور یقین ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ انتہائی کریم اور مختار ہیں، جس دن یا جس گھڑی کے جس عمل کی اپنے کرم سے جتنی بڑی قیمت اجر و ثواب مقرر کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ اس لیے یقین کے جذبے کے ساتھ ان اعمال میں لگنا چاہیے۔

قربانی کرنے والا بال ناخن نہ کٹوائے

ذی الحجہ کے پہلے عشرے سے متعلق ایک ہدایت یہ بھی ہمیں دی گئی ہے کہ جو شخص قربانی کرتا ہو وہ ذی الحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد حجاج کرام سے مشابہت کے لیے ناخن اور بال کٹوانے سے احتراز کرے، اس سلسلہ میں کتب احادیث میں

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلاَ يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا" جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے تو تم میں سے جو آدمی قربانی کرنے کا ارادہ کرے وہ (اس وقت تک جب تک کہ قربانی نہ کر لے) اپنے بال اور ناخن بالکل نہ کتروائے۔

اس روایت میں قربانی کرنے والوں کو بقر عید کا چاند دیکھنے لینے کے بعد قربانی کر لینے تک بال وغیرہ کٹوانے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے تاکہ جو لوگ حج کر رہے ہیں اور احرام کی حالت میں ہیں وہ بال ناخن نہیں کٹوا سکتے لہذا دوسرے لوگوں کو بھی احرام والوں کی مشابہت حاصل ہو جائے۔

ایک بات یاد رکھیں کہ لیکن یہ ممانعت تنزیہی ہے لہٰذا بال وغیرہ کا نہ کٹوانا مستحب ہے اور اس کے خلاف عمل کرنا ترک اولی ہے لیکن حرام نہیں ، لہذا کسی کو ضرورت ہو یا کوئی عذر ہو اور وہ بال ناخن کٹوادے تو گناہ گار نہیں ہو گا۔ بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو موقع دیا گیا ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ رہتے ہوئے بھی حج اور حجاج کرام سے ایک نسبت اور مشابہت پیدا کر لیں، اور ان کے ساتھ کچھ اعمال میں شریک ہو جائیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ دس دن بڑے مقدس محترم اور عظمت والے ہیں، ان دنوں میں اعمال بطور خاص اللہ کے ہاں بڑے پسند کیے جاتے ہیں، لہذا ان ایام میں روزوں، عبادات، نوافل، ذکر، تلاوت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اور قربانی کرنے والوں کو چاند دیکھنے سے قبل ہی بال ناخن درست کروا کر حدیث

کے مطابق حجاج سے مشابہت کی بناء پر چاند کے بعد بال ناخن کٹوانے سے احتراز کرنا چاہیے یہ مشابہت بھی ان شاءاللہ ہمارے لیے رحمت اور برکت کا سبب ہوگی۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

-------------------**************------------------

يقول الإمام ابن حجر في فتح الباري: والذي يظهر أن السبب في امتياز عشر ذي الحجة لمكان اجتماع أمهات العبادة فيه، وهي الصلاة والصيام والصدقة والحج، ولا يتأتى ذلك في غيره.

وكان التابعي الجليل سعيد بن جبير " إذا دخلت العشر اجتهد اجتهاداً حتى ما يكاد يقدر عليه"، وروي عنه أنه قال: "لا تطفئوا سرجكم ليالي العشر" يريد قراءة القرآن وصلاة الليل.

وفى صحيح البخارى : أن أبا هريرة وعبد الله بن عمر كانا يأتيان السوق أيام العشر فيكبران ويكبر الناس معهما ، ولا يأتيان لشئ إلا لذلك .